ABC CERTIFIED
آڈٹ بیورو آف سرکولیشن سے باقاعدہ تصدیق شدہ روزنامہ
سچے پاک صحافت کا ترجمان (اطلاعات)
DAILY ETTELAAT KARACHI
روزنامہ اطلاعات کراچی
بانی سید زاہد سلطانہ
چیف ایڈیٹر طاہر ملک
ایڈیٹر: میاں طارق جاوید
ETTELAATKHI@GMAIL.COM
جلد نمبر: 27 | 20 ربیع الاول 1448 | جمعرات 03 ستمبر 2026ء | قیمت 10 روپے | شمارہ: 149

پیٹرول ٹیکس: عوام نے احتجاجاً کاروبار بند کر دیئے

جماعت اسلامی ملک گیر ہڑتال کئی کارکنان گرفتار

پیٹرولیم لیوی کا خاتمہ، آئی پی پیز کے پے منٹس اور روٹی کی قیمت کم کی جائے، امیر جماعت اسلامی پاکستان حافظ نعیم الرحمٰن نے حکومت کے سامنے مطالبات رکھ دیئے

آپ کے مطالبات جائز ہیں مگر پیٹرولیم مصنوعات کی قیمت عالمی تناظر میں رکھنا ہوں گی، ہماری تو پہلی ترجیح عوام کو ریلیف دینا ہی ہے، احسن اقبال، رانا ثناء و دیگر کی گفتگو

لاہور (بیورو رپورٹ) جماعت اسلامی نے پیٹرولیم لیوی کے خاتمے سمیت تین مطالبات منوانے کیلئے ملک گیر ہڑتال کا اعلان کر دیا ہے جماعت اسلامی کے مطابق ملک گیر ہڑتال کے دوران تمام تجارتی مراکز بند رہیں گے ہڑتال کے دوران کاروبار بند کرنے کے مطالبے کو لے کر جماعت اسلامی کے اہم کارکن منصور احمد کے ساتھ ساتھ کیا گیا ہے کہ جن میں ہمارے آئی پی پیز کے پے منٹس اور روٹی کی قیمت میں کمی کی جائے گی۔ اسلام آباد (بیورو رپورٹ) وزیر اعظم شہباز شریف نے کہا ہے کہ جماعت اسلامی کو احتجاج کا حق حاصل ہے لیکن شرپسند عناصر کو عوامی املاک کو نقصان پہنچانے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ انہوں نے کہا کہ جماعت اسلامی کو احتجاج کا حق حاصل ہے لیکن شرپسند عناصر کو عوامی املاک کو نقصان پہنچانے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ انہوں نے کہا کہ جماعت اسلامی کو احتجاج کا حق حاصل ہے لیکن شرپسند عناصر کو عوامی املاک کو

باقی صفحہ 3 بقیہ نمبر 28

احتجاج جلاؤ گھراؤ توڑ پھوڑ کی اجازت نہیں

شرجیل میمن: احتجاج ہر جماعت کا جمہوری حق ہے، شہریوں کے جان و مال کا تحفظ حکومت کی اولین ذمہ داری ہے

آگ لگانے، سڑکیں بند کرنے اور املاک کو نقصان پہنچانے والوں سے سختی سے نمٹا جائے گا، سینئر وزیر سندھ

احتجاج ہر جماعت کا جمہوری حق ہے، شہریوں کے جان و مال کا تحفظ حکومت کی اولین ذمہ داری ہے

کراچی (اسٹاف رپورٹر) سندھ کے سینئر وزیر شرجیل انعام میمن نے کراچی میں ملا کا گھیراؤ اور توڑ پھوڑ کے واقعات کی شدید مذمت کرتے ہوئے کہا ہے کہ سیاسی مخالفت کے لیے شہر میں بے امنی پھیلانا اور املاک کو نقصان پہنچانا قابل قبول نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ احتجاج کا حق ہر شہری کو حاصل ہے لیکن اس کی آڑ میں خوف و ہراس پھیلانا اور عوامی مقامات کے لیے شہر میں بے امنی پھیلانا ناقابل قبول

ABC CERTIFIED
آڈٹ بیورو آف سرکولیشن سے باقاعدہ تصدیق شدہ روزنامہ
بے باک صحافت کا ترجمان (اطلاعات)
DAILY ETTELAAT KARACHI
روزنامہ اطلاعات کراچی
بانی سید زاہد حسن طاہر مرحوم
چیف ایڈیٹر طاہر ملک
ایڈیٹر: طارق جاوید
ETTELAATKHI@GMAIL.COM
پبلشر سید محمد کمال نے محمدی پرنٹنگ پریس سے چھپوا کر شرق بلڈنگ آفس نمبر 103 کورٹ روڈ کراچی سے شائع کیا۔ (ریزیڈنٹ ایڈیٹر: تحسین کمال)

تہران سے واشنگٹن تک خطرے کا نیا دائرہ

ایران اور امریکا کے درمیان موجودہ تصادم اب محض علاقے اور جوابی حملے کا معاملہ نہیں رہا، یہ برداشت کی اس جنگ میں تبدیل ہو چکا ہے جس میں ہر فریق دوسرے کی فوجی قوت کے ساتھ اس کی معیشت، سیاسی ارادے، مقاتلی تھکاوٹ اور طویل المدت استعداد کو بھی آزما رہا ہے۔ شاید اسی لیے ایرانی صدر مسعود پزشکیان کا یہ اعتراف غیر معمولی اہمیت رکھتا ہے کہ ان کا ملک مکمل مقاتلی فوجی اور سکیورٹی جنگ کا سامنا کر رہا ہے۔ یہ دراصل جنگ کی اس حقیقت کا اعتراف ہے جس میں محاذ کی کمیت تھیٹے پر نہیں، ریاست کے پورے وجود پر تھیٹتی ہے۔ ایران کی مشکل یہ ہے کہ اسے بیک وقت کئی محاذوں پر اپنی بقا کی قیمت ادا کرنا پڑ رہی ہے۔ پابندیاں پہلے ہی اس کی معیشت کو محدود کر چکی تھیں، تجارتی راستوں میں رکاوٹیں اور توانائی کے شعبے سے وابستہ عالمی دباؤ نے اس کی اقتصادی سانس مزید تنگ کی، جب کہ مسلسل فوجی تھیٹیوں نے وسائل کی ترجیحات بدل دی ہیں۔ ایسے ماحول میں حکومت کے لیے عوام کو صرف فوجی مزاحمت کا بیانیہ دینا کافی نہیں۔ مہنگی کو روزمرہ زندگی، روزگار، قیمتوں اور بنیادی ضروریات کا حساب بھی درکار ہوتا ہے۔ جنگی جذبات کچھ عرصے تک معاشی تکلیف کو برداشت کرنے کی قوت پیدا کر سکتے ہیں، لیکن کوئی بھی ریاست ہمیشہ نعروں کے سہارے معیشت نہیں چلا سکتی۔ پیزشکیان کا اپنی حکومت کی سماجی مشکلات پر پریشانی کا اظہار اسی لیے اہم ہے کہ اس میں مزاحمت کے ساتھ داخلی کمزوری کا اعتراف بھی موجود ہے۔ لیکن اس تصویر کا دوسرا رخ بھی کم اہم نہیں۔ اسرائیل کا یہ اعلان کہ ایران اور امریکا کے درمیان معاہدہ ہو جانے کے باوجود اگر تہران نے اپنے جوہری پلیٹ فارم سے میزائل پروگرام کو دوبارہ فعال کیا تو اسرائیل دوبارہ حملہ کر سکتا ہے، دراصل مسئلے کو مذاکرات کاری سے کہیں آگے لے جاتا ہے۔ اس میں پاکستان کا بنیادی مفہوم یہ ہے کہ اسرائیل ایران کے جوہری پروگرام کو محض ایک۔ مذاکراتی نتائج نہیں بلکہ مستقل وجودی خطرہ سمجھتا ہے اور اپنے لیے یہ حق محفوظ رکھنا چاہتا ہے کہ کسی بھی مستقبل کے معاہدے سے قطع نظر یک طرفہ فوجی کارروائی کرے، اگر میں اصول علاقائی سیاست کا مستقل قاعدہ بن جائے تو پھر کسی بھی معاہدے کی طمانت کتنی معتبر رہ جاتی ہے؟ معاہدہ طرفین کے درمیان اعتماد کی بنیاد پر تعمیر ہوتا ہے، مگر جب ایک طاقت یہ اعلان کرے کہ وہ معاہدے کے باوجود اپنی مرضی سے کارروائی کر سکتی ہے تو سفارت کاری کی گنجائش لازماً سکڑ جاتی ہے۔ یہی ایران کے جوہری پروگرام اور اسرائیلی سلامتی کے خدشات کو الگ الگ دیکھنا بھی درست نہیں ہوگا۔ ایران کے میزائل اور جوہری عزائم اسرائیل کے لیے حقیقی خطرہ ہو سکتے ہیں، مگر کسی ریاست کا اپنی سلامتی کے نام پر مستقل جنگی حملوں کا حق اپنے لیے مخصوص کر لینا بھی ایک خطرناک نظیر ہے، اگر ہر ملک اپنے مخالف کی مکمل مستقبل کی صلاحیت کو نشانہ بنا کر موجودہ حملے کا جواز پیدا کرنے لگے تو عالمی نظام قانون سے زیادہ طاقت کے اصول پر چلنے لگے گا۔

حکومتیں گرانا آسان، ملک چلانا مشکل

تحریر: طاہر ملک
چیف ایڈیٹر روزنامہ اطلاعات کراچی

پاکستانی سیاست میں حکومت پر تنقید ایک مجبوری ضرور ہے جو کسی ہوتے کا عمل حکومت کو لرزہ بر اندام کر دیتا ہے، مگر اسی تنقید کا ایک مجبوری ضرور ہے کہ حکومتوں کو وہاں بار ایک خطرناک دوراہے پر لے سکتا ہے۔ ملک میں سیاسی کشیدگی، انتخابی کشیدگیاں اور سیاسی مسائل اپنی جگہ موجود ہیں، مگر اس کے ساتھ ہی یہ حقیقت بھی نظر انداز نہیں کی جا سکتی کہ پاکستان مالی بائیلی اداروں، سرمایہ کاروں اور دوست ممالک کے ساتھ روابط، سفارتی تعلقات اور معاشی استحکام کو کس طرح کے چیلنجز درپیش ہیں۔ رسوائی کے اثرات قومی کی اور اتنی ایک ایسے پروگرام تو انابی کا ہدف بھی کام کر سکتا ہے اور معاشی کاروں کا اعتماد رزق بنیاد رزق چاہتا ہے۔

پاکستانی سیاسی بحث کا ایک اہم مسئلہ یہ ہے کہ یہاں حکومت کی کارکردگی پر تنقید اور حکومت کی عمل ثالثانہ کے درمیان فرق اکثر مٹا جاتا ہے۔ بعض حلقوں کے نزدیک یہ حکومت جیسے ہی کسی غلطی کا شکار ہوتی ہے اور اس کا جواب آنے لگتا ہے، لیکن سوال یہ ہے کہ حکومت تبدیل کرنے کے بعد کیا ہمارا مسئلہ ختم ہو جائے گا؟ تجربہ بتاتا ہے کہ ایسا نہیں ہوتا۔ نئی حکومت کے سامنے وہی معاشی مسائل، آئی ایم ایف کے مطالبات، توانائی کے بحران، بیرونی سرمایہ کاری کی کمی اور عوام کی بڑھتی ہوئی مشکلات موجود ہوں گی۔ اگر اپوزیشن کا کردار صرف الزام تراشی تک محدود رہے تو عوام کے لیے مسائل کا حل پیچھے چلا جاتا ہے اور سیاسی ماحول مزید زہریلا ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر حکومت کو اپنی کارکردگی کے ساتھ ساتھ اپوزیشن کے کردار پر بھی سوال اٹھانے چاہئیں۔ اپوزیشن کا کام صرف حکومت کو گرانا نہیں، بلکہ متبادل کا سیاسی ماحول کو بہتر بنانا ہے۔ ہمارے ملک میں پارلیمنٹ، سینیٹ اور صوبائی اسمبلیوں کا فورم اسی لیے موجود ہے کہ یہاں سنجیدہ مکالمہ ہو، قانون سازی ہو اور حکومت کو جواب دہ بنایا جائے۔ لیکن اگر یہ ادارے بھی شور و غوغا کا میدان بن جائیں تو عوام کے مسائل پس منظر میں چلے جاتے ہیں۔ میڈیا کا کردار بھی اس میں اہم ہے۔ تنقید ضرور ہونی چاہئے، مگر اگر ہر خبر کو سنسنی خیز بنا کر پیش کیا جائے تو عوام کے اصل مسائل پس منظر میں چلے جاتے ہیں۔ سوشل میڈیا کی اپنی طاقت ہے، مگر یہاں افواہ اور حقیقت کا فرق مٹ جائے تو نقصان سب کا ہوتا ہے۔ ریاست کو چاہئے کہ وہ اس میدان میں شفاف ضابطے سامنے لائے تاکہ شہری اور صحافی دونوں کو رہنمائی ملے۔ ایک اور پہلو سیاسی استحکام کا ہے۔ بار بار حکومتیں گرانا آسان ہو سکتا ہے، مگر ہر ملک چلانا ایک الگ تجربہ ہے۔ پاکستان میں معاشی بحران، دہشت گردی، توانائی کے مسائل اور بین الاقوامی دباؤ ایسے عوامل ہیں جو کسی بھی حکومت کو دباؤ میں لا سکتے ہیں۔ ایسے میں اگر سیاسی قوتیں ایک دوسرے کو گرانے کے بجائے مسائل کے حل پر توجہ دیں تو شاید زیادہ بہتر نتائج سامنے آ سکیں۔ آخر میں سوال یہ ہے کہ کیا ہمارا سیاسی ماحول اتنا پختہ ہے کہ اختلاف رائے کو دشمنی بنائے بغیر برداشت کیا جا سکے؟ اگر جواب ہاں میں ہے تو یہ اچھا شگون ہے، لیکن اگر جواب نفی میں ہے تو پھر ہمیں اپنے سیاسی رویوں پر سنجیدہ نظر ڈالنی ہوگی۔ کیونکہ حکومتیں گرانا آسان ہو سکتا ہے، مگر ملک چلانا ایک الگ تجربہ ہے۔

پانی کی سیاست یا پاکستان کا مستقبل؟ سیلاب سے نجات کا راستہ کیا ہے؟

تحریر: اسلم محمود دہلوی
سینئر تجزیہ کار

پاکستان میں مون سون کی بارشیں ہر سال آتی ہیں، مگر ان کے ساتھ اب ایک اور سوال بھی آتا ہے: کیا ہم اس موسم کو برکت سمجھتے ہیں یا آفت؟ یہ حقیقت بھی تلخ ہے کہ ہر بارش کے بعد سیلاب، بربادی، بیماری اور نقل مکانی کی خبریں ہمیں اپنی طرف متوجہ کرتی ہیں۔ سوال یہ ہے کہ کیا ہمارا سیاسی ماحول اتنا پختہ ہے کہ ہم اس مسئلے کو سیاسی نہیں بلکہ قومی سطح پر دیکھ سکیں؟ اصل مسئلہ پانی کی کمی نہیں بلکہ اس کی مناسب منصوبہ بندی ہے۔ ہمارے دریا، ڈیم، نہریں اور شہری نکاسی کا نظام اس موسم کو برکت بنا سکتا ہے، مگر یہی نظام اس کو تباہی میں بھی بدل سکتا ہے۔ ہر سال سندھ، پنجاب اور بلوچستان کے کئی علاقے سیلاب کی زد میں آتے ہیں۔ فصلیں تباہ ہوتی ہیں، مویشی بہہ جاتے ہیں، سڑکیں ٹوٹ جاتی ہیں، پانی اور بجلی کی فراہمی متاثر ہوتی ہے۔ سب سے زیادہ نقصان شہری علاقوں کا ہوتا ہے۔ پانی نہ آنے کے بعد امدادی کوششیں شروع ہوتی ہیں، مشینریں حرکت میں آتی ہیں اور ٹیکس جمع کیے جاتے ہیں اور پھر چند ہفتوں بعد معاملہ پس منظر میں چلا جاتا ہے۔ پھر اگلے سال وہی صورتحال دوہرا دی جاتی ہے۔ اصل سوال یہ ہے کہ کیا ہمارے سیاسی نظام میں یہ صلاحیت ہے کہ وہ اس مسئلے کو طویل مدتی منصوبہ بندی، آبی ذخیرہ، نکاسی، زراعت، شہری منصوبہ بندی اور آفات سے نمٹنے کے ایک مربوط نظام میں بدل سکے؟ پاکستان میں پانی کی کمی کو پریشانی ہوتی ہے، حالانکہ یہی پانی مناسب منصوبہ بندی کے ذریعے زراعت، پینے اور توانائی کے لیے محفوظ کیا جا سکتا ہے۔ ڈیموں کی تعمیر کے بارے میں سیاسی اختلافات اپنی جگہ اہم ہیں، لیکن یہ اختلاف کے مقصد سے ہونا چاہئے کہ ڈیم بنیں یا نہ بنیں، لیکن ہم موسم کو مصیبت میں تبدیل کرتے رہیں۔ اگر ڈیم نہیں بنانے ہیں تو متبادل حکمت عملی کیا ہے؟ کیا ہم ہر سال سیلاب کا انتظار کریں گے؟ کیا ہم نکاسی کا نظام بہتر نہیں بنا سکتے؟ کیا ہم شہری منصوبہ بندی کو سیلاب سے محفوظ نہیں بنا سکتے؟ یہ سوال براہ راست ریاست سے ہے۔ ہمارے ہاں سیاسی ماحول اتنا پختہ ہے کہ ہم اس مسئلے کو سیاسی نہیں بلکہ قومی سطح پر دیکھ سکیں؟ اصل مسئلہ پانی کی کمی نہیں بلکہ اس کی مناسب منصوبہ بندی ہے۔ پانی ذخیرہ کرنا، نکاسی کا نظام بہتر بنانا، شہری منصوبہ بندی کو سیلاب سے محفوظ بنانا، زراعت کو موسمی تبدیلی کے مطابق ڈھالنا اور آفات سے نمٹنے کا مربوط نظام بنانا ہمارے سامنے ہیں۔ سیلاب کو صرف آفت کہنا آسان ہے، مگر اس کو برکت میں بدلنا مشکل ہے۔ اگر ہم اس موسم کو برکت میں بدلنا چاہتے ہیں تو ہمیں اپنی سیاست، اپنی ترجیحات اور اپنے فیصلوں کو بدلنا ہوگا۔ ورنہ ہر سال یہی کہانی دہرائی جائے گی: بارش آئے گی، پانی بہے گا، لوگ روئیں گے، اور پھر اگلے سال وہی منظر دہرایا جائے گا۔

سزائے موت کی درخواست: یاسین ملک کا بیان حلفی کیا کہتا ہے؟

تحریر: اسد اللہ صدیقی
سینئر تجزیہ کار/ماہر کرن

بھارت کی تہاڑ جیل میں قید حریت کانفرنس کے رہنما یاسین ملک کی جانب سے سرینگر کی عدالت میں کرنا کی 25 سطحات پر مشتمل بیان حلفی ایک قیمتی دستاویز اور سیاسی حقائق کے طور پر سامنے آیا ہے۔ ملک نے اس میں 1990 سے کشمیری یوتھ سرٹیفکیٹ کے الزام میں سزائے موت کے منتظر ہونے کے واقعے سمیت اپنے مقدمے کے مکمل تناظر کو بیان کیا ہے۔ ان کا موقف ہے کہ ان کے خلاف دائر کیس کے اندر ثبوت کے طور پر پیش کیا گیا یہ سرٹیفکیٹ ایک جعلی دستاویز ہے اور اسے بنانے والے اصل ملزم کو بچانے کے لیے ان پر دباؤ ڈالا گیا تھا۔ ملک کے مطابق تفتیشی افسران نے جن میں تہاڑ جیل کے اندر ایک سینئر افسر بھی شامل تھے، ان پر دباؤ ڈالا گیا کہ وہ اصل ملزم کو بچانے کے لیے ان کا نام شامل کریں

اطلاعات 01

اقتباس

انسانوں اور سمول سوسائٹی کے ارکین کی شرکت متوقع تھی۔ اس موقع پر قوم کے ان ہونہار سپوتوں کو خراج تحسین پیش کیا جائے گا جنہوں نے وطن کے دفاع کی سلامتی اور خودمختاری کے لیے اپنی جانیں قربان کیں۔ پی ٹی وی کراچی مرکز ہوم کے سینئر پروڈیوسر عارف کاکاخیل کے مطابق پروگرام میں ملک کے مختلف علاقوں سے آئے ہوئے شہداء کے لواحقین کو پرائیڈ آف پرفارمنس ایوارڈ سے نوازا جائے گا۔ اس موقع پر پاکستان ایئر فورس کے ایئر وائس مارشل (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی کی قربانیوں کو یاد کرتے ہوئے ان کے خاندان کو اعزاز سے نوازا جائے گا۔ اس ہفتہ پاکستان کی ترقی کے موضوع پر مشتمل دو گھنٹے کی خصوصی نشریات پیش کی جائیں گی۔ یہ نشریات پی ٹی وی کراچی مرکز کے مختلف پروگرام میں دوقومی تفریحی پروگرام "ہوا کے دوش پر" میں پیش کی جائیں گی۔ اس

سندھ انتظامی طور پر تباہ ہو چکا ہے، اوصوبے میں نظام نہیں چل رہا

علی خورشیدی

اجلاس کے دوران شارٹ کھڑو نے تحریک التوا پیش کی ہماری بات درست تھی لیکن حکومت کی جانب سے کوئی ڈھنگ کی بات نہیں کی گئی، قائد حزب اختلاف سندھ اسمبلی

اختیارات کی نچلی سطح تک منتقلی کرنا ہوگی تاکہ عام پاکستانی کو ریلیف مل سکے، اس پر بات کرنے کے بجائے پیپلز پارٹی نے نئے صوبوں کا "منجن" دیدیا

کراچی (اسٹاف رپورٹر) ایم کیو ایم پاکستان کے رہنما اور سندھ اسمبلی کا قائد حزب اختلاف علی خورشید نے کہا ہے کہ سندھ انتظامی طور پر چلا جا رہا ہے اور صوبے میں نظام نہیں چل رہا۔ سندھ اسمبلی کے اجلاس کے دوران شارٹ کھڑو کی جانب سے تحریک التوا پیش کی گئی۔ ہماری بات درست تھی لیکن حکومت کی جانب سے کوئی ڈھنگ کی بات نہیں کی گئی۔ انہوں نے باہر میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے علی خورشید نے کہا کہ اجلاس کے دوران شارٹ کھڑو کی جانب سے تحریک التوا پیش کی گئی۔ ہماری بات درست تھی لیکن حکومت کی جانب سے کوئی ڈھنگ کی بات نہیں کی گئی۔ انہوں نے کہا کہ جب سندھ کی تقسیم کے حوالے سے قرارداد پیش ہو چکی ہے تو پیپلز پارٹی کیوں اصلی تحریک پیش کرنا چاہتی ہے، ہم سندھ میں انتظامی پیش رفت اور رابطہ خود کر رہے ہیں، ہم سندھ میں انتظامی پیش رفت کی بات کر رہے ہیں جبکہ پیپلز پارٹی کے لوگ نئے صوبوں کی بات کر رہے ہیں جبکہ ہم انتظامی طور پر چلا جا رہا ہے، اختیارات کی نچلی سطح تک منتقلی کرنا ہوگی تاکہ عام پاکستانی کو ریلیف مل سکے۔ اس پر بات کرنے کے بجائے پیپلز پارٹی نے نئے صوبوں کا "منجن" دیدیا۔

باقی صفحہ 3 بقیہ نمبر 14

پیپلز پارٹی کے سینئر رہنماؤں کی ملاقات، دانش انصاری کے انتقال پر اظہار تعزیت

پرانی سیاسی یادیں تازہ، عوامی حقوق اور جمہوریت کے لیے جدوجہد جاری رکھنے کے عزم کا اظہار

تین سینئر رہنماؤں کے درمیان جمہوریت، عوامی حقوق اور پیپلز پارٹی کی جدوجہد پر تفصیلی تبادلہ خیال

حیدرآباد (پ ر) پاکستان پیپلز پارٹی کے سینئر رہنما سابق چیئرمین سینیٹ رضا ربانی، سابق وزیر داخلہ رحمان ملک اور سابق وزیر اعلیٰ سندھ سید قائم علی شاہ کے معاون خصوصی پروفیسر انصاری کے ان کے بھتیجے دانش انصاری کے انتقال پر اپنے تعزیت کا اظہار کیا۔ تین سینئر رہنماؤں کی ملاقات میں ماضی کی سیاسی یادیں تازہ ہوئیں، عوامی حقوق اور جمہوریت کے لیے جدوجہد جاری رکھنے کے عزم کا اظہار کیا گیا۔ ملاقات میں پروفیسر انصاری کے صاحبزادے ڈاکٹر عمیر انصاری، صاحبزادی ڈاکٹر ثمینہ انصاری اور دیگر اہل خانہ بھی موجود تھے۔ سابق وزیر داخلہ رحمان ملک نے ملاقات کے بعد میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ پروفیسر انصاری ایک نظریاتی استاد تھے اور ان کے انتقال سے ایک بڑا خلا پیدا ہوا ہے۔ انہوں نے کہا کہ پروفیسر انصاری کی خدمات ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی۔ سابق چیئرمین سینیٹ رضا ربانی ن